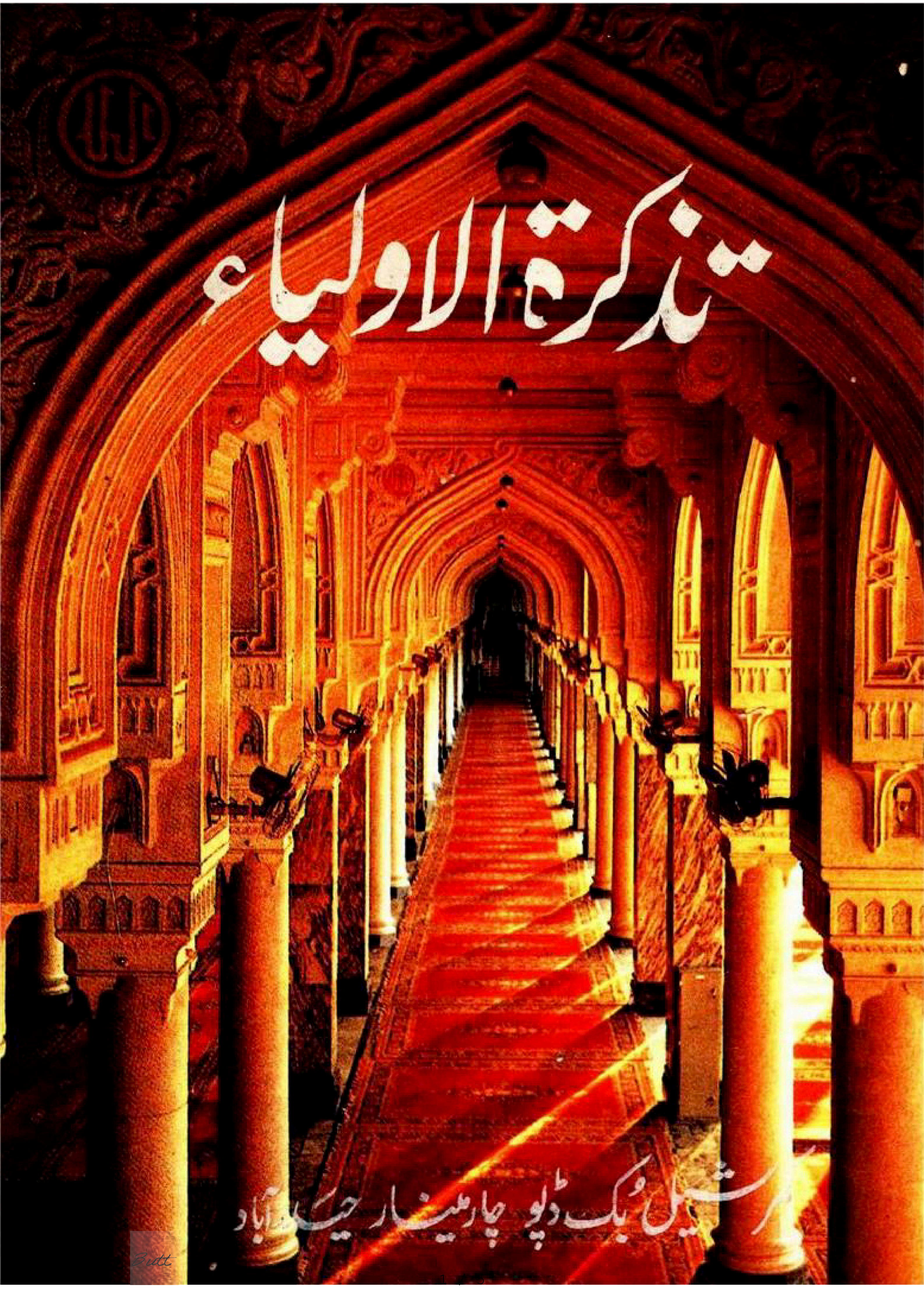

تذکرۃ الاولیاء
مرشیل بک ڈپو چارمینار حیدرآباد

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (القرآن)

تذکرۃ الاولیاء

(اردو)

مُصنفہ

حضرت شیخ فریدالدین عطارؔ رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح وترتیب

مولانا زبیر افضل عثمانی | محمد عبد العلیم مظفر

قرآن پاک کرتے رہنا، سوم یہ کہ مسافر کی اچھی طرح مدارات کرنا، چہارم یہ کہ باہم پیار و محبت سے رہنا۔

آپ نے اپنے تمام ارادت مندوں کے نام درج رجسٹر کر لئے تھے اور آخری وقت یہ وصیت فرمائی کہ اس رجسٹر کو میری قبر میں رکھ دینا۔ چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کر کے رجسٹر قبر میں رکھ دیا گیا۔

انتقال کے بعد خواب میں کسی نے دیکھ کر آپ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے معمولی بخشش تو یہ فرمائی کہ میرے رجسٹر میں درج شدہ تمام مریدین کی مغفرت فرما دی۔ آپ ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اللہ جو میرے پاس اپنی کوئی حاجت لے کر آئے اس کی مراد پوری فرما دے۔

باب ۷۷

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ومناقب

تعارف آپ طریقت و حقیقت کا سرچشمہ فیوض و معرفت کا منبع و مخزن اور آپ کی عظمت و بزرگی مسلمہ تھی۔ حضرت بایزید بسطامی کا دستور یہ تھا کہ سال میں ایک مرتبہ مزارات شہداء کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے اور جب خرقان پہنچتے تو فضا میں منہ اوپر اٹھا کر اس طرح سانس کھینچتے جیسے کوئی خوشبو سونگھنے کے لئے کھینچتا ہے۔ ایک مرتبہ مریدین نے پوچھا کہ آپ کس چیز کی خوشبو سونگھتے ہیں ہمیں تو کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے سرزمین خرقان سے ایک مرد حق کی خوشبو آتی ہے جس کی کنیت ابوالحسن اور نام علی ہے۔ اور وہ کاشتکاری کے ذریعہ اپنے اہل و عیال کی رزق حلال سے پرورش کرے گا اور مجھ سے مرتبہ میں تین گنا ہو گا۔

حالات بیس سال تک آپ کا یہ معمول رہا کہ خرقان سے بعد نماز عشا حضرت بایزید کے مزار پر پہنچ کر یہ دعا کرتے کہ اے اللہ جو مرتبہ تو نے بایزید کو عطا کیا وہی مجھ کو بھی عطا فرما دے۔ اس دعا کے بعد خرقان واپس آ کر نماز فجر ادا کرتے اور آپ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ بسطام سے اس نیت کے ساتھ اُلٹے پاؤں واپس ہوتے کہ کہیں حضرت بایزید کے مزار کی بے ادبی نہ ہو جائے۔ پھر بارہ سال اپنے معمول پر قائم رہنے کے بعد حضرت بایزید کی قبر سے یہ آواز آتی کہ اے ابوالحسن اب تیرا بھی دور آ گیا۔ آپ نے جواب دیا کہ میں تو قطعی اُمی ہونے کی وجہ سے علوم شرعیہ سے ناواقف ہوں اس لئے میری ہمت افزائی فرمائیے۔ ندا آئی کہ تجھے جو کچھ مرتبہ حاصل ہوا ہے وہ صرف تمہاری ہی بدولت حاصل ہوا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ آپ تو مجھ سے اُنتالیس سال قبل دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ ندا آئی کہ یہ قول تو تمہارا درست ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس وقت بھی میں سرزمین

بھی نہیں جانتا کہ وہ کس طرح آیا اور کس طرح واپس ہو گیا اور آپ نے جس وقت یہ جملہ فرمایا تو غیب سے آواز آئی کہ اے ابوالحسن تو نے بالکل درست کہا کیونکہ جو خدا سے آ گیا، ہو جاتا ہے اس کو خدا کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور جب لوگوں نے اس جملے کا مفہوم پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ زندگی کو نامرادی میں گذارنے کا نام بندگی ہے۔ پھر لوگوں نے سوال کیا کہ ہمیں کیا چیزیں اختیار کرنی ہوں گی جس کی بنیاد پر ہم میں بیداری پیدا ہو۔ فرمایا کہ عمر کو ایک سانس سے زیادہ تصور نہ کرو۔ پھر لوگوں نے پوچھا کہ فقر کی کیا علامت ہے؟ فرمایا کہ قلب پر ایسا زنگ چڑھ جائے جس پر دوسرا کوئی رنگ نہ چڑھ سکے۔ فرمایا کہ میں خدا کے سوا کسی کو اپنے قلب میں جگہ نہیں دیتا اور اگر کوئی خیال آ بھی جاتا ہے تو فوراً نکال پھینکتا ہوں۔ فرمایا کہ میں اس مقام پر ہوں جہاں ذرے ذرے کی تحقیق کا مجھے علم ہے۔ فرمایا کہ میں نے پچاس سال اس طرح گذارے ہیں کہ خدا کے ساتھ اس اخلاق سے رہا کہ مخلوق کی اس میں کوئی گنجائش نہیں تھی۔ اور نماز عشاء سے لے کر صبح تک حالت قیام میں رہا اور صبح سے شام تک عبادت میں مشغول رہتا تھا اور اس عرصہ میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھا۔ جب کہیں اس کے صلہ میں یہ مراتب حاصل ہوئے کہ ظاہری طور پر میں دنیا میں سوتے ہوئے فردوس و جہنم کی سیر کرتا رہتا ہوں۔ اور دونوں عالم میرے لئے ایک ہو چکے ہیں اس لئے کہ میں ہمہ اوقات خدا کی معیت میں رہتا ہوں۔ فرمایا کہ پہلا راستہ نیاز کا ہے اس کے بعد خلوت اس کے بعد دیدار اور اس کے بعد بیداری ہے فرمایا کہ میں ظہر سے عصر تک پچاس رکعتیں پڑھا کرتا تھا لیکن بیداری کے بعد ان سب کی قضا کرنی پڑی۔ فرمایا کہ میں ہم سال سے خورد و نوش کا کوئی انتظام نہیں کرتا صرف مہمان کے کھانے کا انتظام کر لیتا ہوں اور اسی کے طفیل میں خود بھی کھا لیتا ہوں۔ فرمایا کہ امکانی حد تک مہمان نوازی کرتے رہو کیونکہ اگر مہمان کو دونوں جہان کی نعمتوں کا لقمہ بنا کر بھی کھلا دو گے جب بھی حق مہمان نوازی ادا نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ کسی مرد حق کی زیارت کے لئے مشرق سے مغرب تک سفر کرنے کی صعوبتوں کا اجر اس کی زیارت سے کم ہے۔ فرمایا کہ چالیس سال سے میرا نفس ایک گھونٹ سرد پانی کا خواہش مند ہے لیکن میں نے محروم کر رکھا ہے فرمایا کہ میں نے ستر سال خدا کی معیت میں اس طرح گذارے ہیں کہ اس دوران ایک لمحہ کے لئے بھی کبھی اتباع نفس نہیں کی۔

چالیس سال تک آپ کو بینگن کھانے کی خواہش رہی لیکن آپ نے نہیں کھائے اور جب ایک دن والدہ کے اصرار پر کھا لئے تو اسی رات کسی نے آپ کے صاحبزادے کو قتل کر کے چوکھٹ پر ڈال دیا اور جب آپ کو علم ہوا تو اپنی والدہ سے فرمایا کہ میں نے آپ کو پہلے ہی منع کیا تھا کہ میرا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ اب آپ نے اپنے اصرار کا نتیجہ دیکھ لیا۔

جب لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ آپ کی اور دوسری مسجدوں میں کیا فرق ہے۔ فرمایا کہ شرعی حیثیت تو تمام مساجد کی ایک ہی ہے لیکن میری مسجد کا قصہ طولانی ہے کیونکہ میں نے دیکھا ہے دوسری مساجد سے ایک نور نکل کر صرف آسمان تک جاتا ہے لیکن میری مسجد کا قبہ اس کے کرم کے نور سے منور ہو کر آسمان سے بھی آگے نکل جاتا ہے اور جب اس مسجد کی تکمیل کے بعد میں اس میں جا کر بیٹھا تو ملائکہ نے یہاں آ کر ایک سبز پرچم نصب کر دیا جس کا ایک سرا عرش سے ملحق تھا اور آج تک وہ پرچم اسی طرح قائم ہے اور تا حشر قائم رہے گا۔ پھر ایک دن میں نے یہ غیبی آواز سنی کہ اے ابوالحسن جو لوگ تیری مسجد میں داخل ہو جائیں گے

ان پر آتشِ جہنم حرام ہو جائے گی۔ اور جو لوگ تیری حیات میں یا وفات کے بعد اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا کر لیں گے ان کا حشر عبادت گزار بندوں کے ساتھ ہو گا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان کے لئے ہر جگہ مسجد ہے اور ہر یوم یوم جمعہ اور ہر مہینہ ماہ صیام ہے لہٰذا بندہ جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ کی معیت اختیار کرے۔ فرمایا کہ دنیا سے میں چار سو دینار کا مقروض ہو کر جانا پسند کرتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ کسی سائل کے سوال کو رد کر دوں۔ پھر فرمایا کہ جب قیامت میں مجھ سے یہ سوال ہو گا کہ تو دنیا سے کیا لے کر آیا ہے تو میں عرض کروں گا کہ تو نے دنیا میں کتے کو میرا ساتھی بنا دیا تھا اور میں ہر لمحہ اس کی نگرانی میں لگا رہتا تھا "تاکہ وہ مجھے اور دوسرے لوگوں کو کاٹ نہ لے اور تو نے مجھے نجاست سے لبریز فطرت عطا کی تھی جس کی پاکیزگی کے لئے میں نے تمام عمر صرف کر دی۔ فرمایا کہ لوگ تو یہ کہتے رہتے ہیں کہ اے اللہ عالم نزع اور قبر میں ہماری اعانت فرمانا لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اے اللہ ہر لمحہ اور ہر گھڑی ہماری اعانت فرما اور میری فریاد رسی کر۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں خدا تعالیٰ سے عرض کیا کہ میں نے تیری محبت میں ساٹھ سال گزار دیئے اور آج تک تیری امید سے وابستہ ہوں۔ اس پر جواب ملا کہ تو صرف ساٹھ ہی سال سے ہماری محبت میں گرفتار ہے اور ہم تجھ کو ابد سے اپنا دوست بنائے ہوئے ہیں۔

فرمایا کہ ایک شب خواب میں مجھ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں تیرا بن جاؤں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا تیری یہ تمنا ہے کہ تو میرا ہو جائے؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر ارشاد ہوا کہ تمام گذشتہ لوگوں کو تو یہ تمنا رہی کہ میں ان کا ہو جاؤں۔ پھر آخر تجھے یہ تمنا کیوں نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ جو اختیارات تو مجھ کو عطا فرمانا چاہتا ہے اس میں بھی تیری کوئی مصلحت یقیناً ہو گی کیونکہ تو کبھی دوسروں کی مرضی کے مطابق کام نہیں کرتا۔ فرمایا کہ جب میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ مجھے میرا اصلی روپ دکھا دے میں نے دیکھا کہ میں ٹاٹ کے لباس میں ملبوس ہوں اور جب میں نے غور سے دیکھ لینے کے بعد پوچھا کہ کیا میرا اصلی روپ یہی ہے تو فرمایا گیا کہ ہاں تیری اصلی ہیئت یہی ہے۔ پھر جب میں نے پوچھا کہ میری ارادت و محبت اور خشوع و خضوع کہاں چلے گئے تو فرمایا گیا کہ وہ تو سب کچھ ہمارا تھا تیری اصلی حقیقت تو یہی ہے۔

وفات کے وقت آپ نے فرمایا کہ کاش میرا قلب چیر کر مخلوق کو دکھایا جاتا تاکہ ان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ خدا کے ساتھ بت پرستی درست نہیں۔ پھر لوگوں کو وصیت فرمائی کہ مجھے زمین سے تیس گز نیچے دفن کرنا کیونکہ یہ سرزمین بسطام کی سرزمین سے زیادہ بلند ہے اور یہ سوئے ادبی کی بات ہے۔ کہ میرا مزار حضرت جنید بسطامی کے مزار سے اونچا ہو جائے۔ چنانچہ اس وصیت پر عمل کیا گیا۔ لیکن آپ کی وفات سے دوسرے ہی دن ایک بجلی سی چمکی اور لوگوں نے دیکھا کہ ایک سفید پتھر آپ کے مزار پر رکھا ہوا ہے اور قریب ہی میں شیر کے قدموں کے نشان ہیں جس سے یہ اندازہ کیا گیا کہ یہ پتھر شیر ہی نے لا کر رکھا ہے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کے مزار کے اطراف میں شیر کو گھومتے ہوئے بھی دیکھا گیا۔ لیکن